بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ
دفتر مجلس انصار اللہ بھارت
Office Of The Majlis Ansarullah Bharat
Mohallah Ahmadiyya Qadian-143516, Distt.Gurdaspur (Punjab) INDIA
محلہ احمدیہ قادیان ۱۴۳۵۱۶ ضلع: گورداسپور (پنجاب) Mob.9682536974, E-Mail :ansarullah@qadian.in

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 24؍ ستمبر 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (یوکے)

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت عمرؓ کے زمانے کا ذکر ہو رہا تھا آج اُسی تسلسل میں بیت المقدس کی فتح جو پندرہ ہجری میں ہوئی، اس کا ذکر ہوگا۔ عیسائیوں نے محاصرے سے تنگ آکر اس شرط پر صلح کی پیشکش کی کہ معاہدے کے لیے حضرت عمرؓ خود بیت المقدس آئیں۔ حضرت عمرؓ نے صحابہ سے مشورہ کیا تو حضرت عثمانؓ نے رائے دی کہ عیسائی مرعوب اور شکستہ دل ہیں، آپ ان کی درخواست ردّ کر دیں تو انہیں اور بھی ذلّت ہوگی لیکن حضرت علیؓ نے آپؓ کو ایلیا جانے کا مشورہ دیا۔ مشورے کے بعد حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ یا حضرت عثمانؓ کو مدینے میں امیر مقرر فرما کر خود بیت المقدس روانہ ہوئے۔ آپؓ کا یہ سفر کوئی معمولی سفر نہ تھا۔ اس سفر کا مقصد اسلامی رعب اور دبدبہ بٹھانا تھا مگر اس کے باوجود حضرت عمرؓ کے ساتھ کوئی لاؤ لشکر نہ تھا بلکہ آپؓ نہایت سادگی کے ساتھ چند صحابہ یا محض اپنے ایک غلام کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ پھر بھی آپؓ کی آمد کی خبر جہاں جہاں پہنچتی تو زمین کانپ اٹھتی۔

محمد حسین ہیکل کے مطابق حضرت عمرؓ صرف معاہدے کی تسویط کے لیے تشریف نہیں لائے تھے بلکہ جب حضرت عمرو بن عاصؓ نے آپؓ سے مزید مدد طلب کی تھی تو حضرت عمرؓ کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا تھا اور آپؓ خود بھی شام اور اردن کے درمیانی علاقے جابیہ روانہ ہو گئے۔ اس دوران حضرت ابوعبیدہؓ اور حضرت خالدؓ بھی شام کی فتوحات سے فارغ ہو گئے اور حضرت عمرؓ نے ان دونوں کو بھی جابیہ طلب فرمالیا تاکہ بیت المقدس کی فتح کے لیے مفید ترین راہ تلاش کی جاسکے۔

دشمن کے سرداروں کو جب حضرت ابوعبیدہؓ اور حضرت خالدؓ کے جابیہ پہنچنے کا علم ہوا تو وہ سمجھ گئے کہ بیت المقدس کی مقاومت اب زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتی چنانچہ ایک سردار تو کچھ فوج لے کر مصر کھسک گیا جبکہ

سفرینوس نے صلح کی گفتگو میں حضرت عمرؓ کی تشریف آوری کی شرط رکھ دی۔ دورانِ سفر ہر روز صبح کی نماز کے بعد حضرت عمرؓ اپنے ساتھیوں کو اتمامِ نعمت کی دعا مانگنے کی تلقین کرتے رہتے۔ خالد بن ولیدؓ اور یزید بن معاویہ وغیرہ نے جابیہ میں حضرت عمرؓ کا استقبال کیا تو آپؓ نے یہ دیکھ کر کہ ان افسروں میں عرب کی سادگی باقی نہیں رہی گھوڑے سے اتر کر ان کی طرف سنگ ریزے پھینکے۔ ان لوگوں کے یہ کہنے پر کہ قیمتی قباؤں کے نیچے ہتھیار ہیں گویا ہم نے سپہ گری کا جوہر ہاتھ سے نہیں دیا حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر یہ بات ہے کہ انہیں دکھانے کے لیے ظاہری رکھ رکھاؤ اختیار کیا ہے تو ٹھیک ہے۔ یزید بن ابو سفیان نے حضرت عمرؓ سے قیمتی لباس اور عمدہ سواری استعمال کرنے کی درخواست کی اس پر حضرت عمر نے فرمایا اے یزید نہیں۔ اللہ کی قسم میں اس ہیئت اور حالت کو ترک نہیں کروں گا جس پر میں نے اپنے دونوں ساتھیوں کو چھوڑا تھا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ جس طرح رہا تھا ان کے ساتھ میں تو اسی حال میں رہوں گا اور میں لوگوں کے لئے زینت اور زیبائش نہیں اختیار کروں گا کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا کرنا مجھے میرے رب کے ہاں عیب دار نہ کر دے اور میں نہیں چاہتا کہ لوگوں کے ہاں تو میرا معاملہ عظمت اختیار کر جائے اور اللہ کے حضور بہت چھوٹا ہو جائے۔ پس حضرت عمرؓ اسی حالت پر قائم رہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ کی زندگی میں تھے یہاں تک کہ وہ دنیا سے کوچ کر گئے۔

بعض مؤرخین کے نزدیک مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان یہ معاہدہ جابیہ جبکہ بعض روایات کے مطابق ایلیا میں ہوا تھا۔ اس معاہدے پر حضرت خالد بن ولیدؓ، عمرو بن عاصؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور معاویہ بن ابو سفیان کی گواہی ثبت تھی۔ حضورِ انور نے تاریخ طبری میں درج صلح نامے کی تحریر بھی پیش فرمائی۔

تاریخ ابن خلدون کے مطابق اس معاہدے سے چند باتیں ثابت ہوتی ہیں مثلاً یہ کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا۔ مسلمانوں کے عہد میں دیگر مذاہب کو مذہبی آزادی حاصل تھی۔ غیر اقوام سے زبردستی جزیہ نہیں لیا جاتا تھا۔ اس صلح کی خبر جب پھیلی تو اہلِ رملہ، فلسطین اور لدّ والے بھی اسی قسم کے معاہدے کے لیے بے چین ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے فلسطین کو آدھا آدھا تقسیم کر کے علقمہ بن حکیم کو مرکزِ حکومت رملہ اور علقمہ بن مجزز کو ایلیا پر حاکم مقرر فرمایا۔

حضرت عمرؓ بالکل سادہ لباس میں بیت المقدس تشریف لائے جہاں حضرت ابو عبیدہؓ اور سردارانِ فوج نے آپؓ کا استقبال کیا۔ عیسائی پادریوں نے خود شہر کی چابیاں حضرت عمرؓ کے سپرد کیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں کہ جب عیسائیوں نے آپؓ کو سادہ حلیے میں دیکھا تو شہر کی چابیاں پھینک دیں اور کہا کہ اس سپہ سالار کا مقابلہ

ہم نہیں کر سکتے۔ سب سے پہلے آپؓ مسجد اقصیٰ گئے، پھر عیسائیوں کے گرجے کی سیر کی۔ اس دوران نماز کا وقت ہوا تو عیسائیوں نے گرجے میں نماز ادا کرنے کی اجازت دی تاہم آپؓ نے اس خیال سے کہ کہیں آئندہ نسلیں اس عمل کو حجت قرار دے کر مسیحی معبدوں میں دست اندازی نہ کریں باہر نکل کر نماز پڑھی۔

ایلیا میں قیام کے دوران سوائے حضرت ابو عبیدہؓ کے تمام مسلمان امرا نے حضرت عمرؓ کی دعوتیں کیں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ سے دریافت فرمایا تو ابو عبیدہ نے کہا کہ اے امیر المومنین! میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے آپؓ کی دعوت کی تو آپ اپنی آنکھوں پر قابو نہیں رکھ سکیں گے۔ حضرت عمرؓ اُن کے خیمے میں تشریف لائے تو وہاں گھوڑے کے نمدے اور زین کے سِوا کچھ نہ تھا۔ حضرت ابو عبیدہؓ ان ہی دو چیزوں کو اپنا بستر بنا لیتے تھے۔ ایک کونے میں خشک روٹی تھی جسے آپؓ نے پانی کے ساتھ حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت عمرؓ نے یہ منظر دیکھا تو آپؓ رو پڑے اور حضرت ابو عبیدہؓ کو اپنے ساتھ چمٹا لیا اس پر ابو عبیدہؓ نے عرض کیا کہ کیا میں نے آپ کی خدمت میں پہلے عرض نہیں کر دیا تھا کہ آپ میرے ہاں اپنی آنکھوں پر قابو نہیں رکھ سکیں گے۔ اس کے بعد باہر نکل کے حضرت عمرؓ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی جس کا وہ حق دار ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے بعد فرمایا۔ اے اہل اسلام یقیناً اللہ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا ہے اور اس نے دشمنوں کے خلاف تمہاری مدد کی ہے اور تمہیں ان ممالک کا وارث بنا دیا ہے اور تمہیں زمین میں تمکنت عطا فرمائی ہے۔ پس تمہیں اپنے رب کی نعمتوں پر شکر بجالانا چاہیئے۔ تم لوگ نافرمانی والے کاموں سے دور رہو کیونکہ نافرمانی والے کام نعمتوں کی ناشکری ہے اور بہت کم ایسا ہوا ہے کہ اللہ کسی قوم پر انعام کرے اور وہ ناشکری کریں پھر وہ جلد توبہ نہ کریں مگر ضرور ان کی عزت سلب کر لی جاتی ہے۔

ایک روز حضرت بلالؓ نے افسران کے متعلق عمدہ غذاؤں کے استعمال کی شکایت کی اور کہا کہ عام مسلمانوں کو تو معمولی کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہاں حجاز کی نسبت اشیاء بہت سستی تھیں۔ چنانچہ آپؓ نے افسران کو مجبور کرنے کی بجائے غریب مسلمانوں کے لیے اشیائے ضروریہ کا بجٹ بنایا اور بیت المال سے اُن اشیا کی فراہمی یقینی بنائی۔

ایک روز حضرت عمرؓ نے لوگوں کے اصرار پر حضرت بلالؓ سے اذان دینے کا ارشاد فرمایا۔ حضرت بلالؓ نے اذان دی تو حضرت عمرؓ سمیت تمام صحابہ کو رسول اللہ ﷺ کا زمانہ یاد آگیا اور وہ روتے روتے بے تاب ہو گئے۔

بیت المقدس سے واپسی میں حضرت عمرؓ نے سارے ملک کا دورہ کیا اور جب مدینے پہنچے تو مسلمانوں نے آپؓ کا شان دار استقبال کیا۔ آپؓ مسجدِ نبوی تشریف لے گئے، دو رکعت نماز ادا کی اور لوگوں سے خطاب فرمایا۔

سترہ ہجری میں رومیوں نے اپنی طرف سے آخری کوشش کی۔ یزدجرد کے رَے فرار ہونے کے بعد اہلِ جزیرہ اس کی طرف سے بالکل مایوس ہو چکے تھے چنانچہ انہوں نے ہرقل کو لکھا کہ اگر وہ بحری راستے سے پیش قدمی کرے تو وہ اس کی مدد کریں گے۔ ہرقل نے اس معاملے پر غور کیا اور بحری جہازوں کو اسکندریہ سے انطاکیہ پہنچنے کا حکم دے دیا۔ جب حضرت ابوعبیدہؓ کو اس پیش قدمی کا علم ہوا تو آپؓ نے حضرت خالدؓ کو مشورے کے لیے بلایا۔ ہرقل کے جہاز انطاکیہ پہنچے تو شہر کے دروازے ان کے لیے کھل گئے۔ شمالی شام میں رعایا کو بغاوت پر آمادہ دیکھ کر ابوعبیدہؓ کو اندازہ ہوا کہ وہ حمص میں محصور ہو چکے ہیں۔ آپؓ نے حضرت عمرؓ کو صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے ابتدا سے ہی اس خطرے کے پیشِ نظر دُور اندیشی سے کوفہ اور بصرہ میں چھاؤنیاں قائم کر رکھی تھیں۔ جب حضرت ابوعبیدہؓ کا عریضہ حضرت عمرؓ کو ملا تو آپؓ نے محسوس کیا کہ مسلمانوں کا یہ عظیم سپہ سالار بہت بڑے خطرے میں گھر چکا ہے۔ چنانچہ آپؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو لکھا کہ قعقاع بن عمرو کو حمص بھیج دو۔ اسی طرح آپؓ نے رومیوں سے برسرِپیکار دیگر سپہ سالاروں کو لکھا کہ ہرقل کی مدد کے لیے جن علاقوں سے فوجیں اکٹھی ہوئی ہیں، وہاں اپنے دستے روانہ کر دو۔ اس حکمتِ عملی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہرقل کی معاونت کے لیے آنے والی افواج واپس اپنے علاقوں کو لوٹ گئیں۔ جب یہ اطلاع ملی کہ جزیرے سے آئی افواج واپس چلی گئی ہیں تو رومیوں کے مقابلے کے لیے میدان میں نکلنے کا فیصلہ ہوا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے مسلمان لشکر سے بڑا پُراثر خطاب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔ حضرت عمرؓ شام کے راستے میں ابھی جابیہ پہنچے ہی تھے کہ فتح کی خبر آگئی چنانچہ آپؓ واپس مدینہ تشریف لے آئے۔ آپؓ نے حکم دیا کہ مالِ غنیمت میں کوفہ والوں کو بھی شریک کیا جائے۔ اس فتح کے تین سال بعد بیس ہجری میں ہرقل فوت ہو گیا۔

حضرت عمرؓ کا تذکرہ آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد حضورِ انور نے مکرم چودھری سعید احمد لکھن صاحب ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر حال مقیم کینیڈا، مکرم شہاب الدین صاحب نائب نیشنل امیر بنگلہ دیش، مکرم راوٴل عبداللہ صاحب کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

حضورِ انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔